فراہی مکتب فکر اور عمود سورت کا نظریہ۔تنقیدی مطالعہ

جناب عثمان احمد *

Maulana Hameed ud Din Farahi and Maulana Ameen Islahi were the pioneers of a unique school of thought in the field of Tafseer having the distinctive point of view that Quran has an interlinked and interconnected composition of verses & Surahs and understanding of Quran completely depends upon the knowledge of it. The minor and major differences of exegeses are due to interpreting Quranic verses without keeping in view the "Amood" (The term created by Maulana Frahi and Islahi for hidden central point of Quranic Surahas). This article is a critical appreciation of the point of view of above mentioned scholars in the light of the opinion of ancient scholars.

قرآن حکیم اللہ جل شانہ کی کی آخری اور معجز کتاب ہے جو عربی مبین میں خاتم النبیین حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم پر نازل ہوئی۔قرآن حکیم کے سب سے پہلے شارح، مبیّن، مفسر او مبلغ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی تھے۔

ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیتہ ویزکیھم و یعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین (۱)

وانزلنا الیك الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم (۲)

یا ایھا الرسول بلّغ ما انزل الیك من ربك(۳)

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حقِ تبیین وتفسیر باتمام واکمال ادا فرمایا اور قرآن حکیم کی ایک آیت بھی ایسی نہیں جس کی شرح ہدایتِ انسانی کے لیے ناگزیر تھی اور آپ نے نہ فرمائی۔صحابہ کرامؓ کو باوجود عربی زبان وادب کا فطری ملکہ حاصل ہونے کے،قرآن حکیم کے مطالب ومعانی اور تشریح و تفسیر کے لیے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال کرنے کی ضرورت پیش آتی اور نبی کریمؐ تعلیمِ کتاب کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے آیات کے معانی بیان فرماتے۔نبی کریمؐ سے مستغنی ہوکر قرآن

* لیکچرار،شعبہ علوم اسلامیہ،جامعہ پنجاب،لاہور

کے مطالب و معانی تک رسائی ناممکن ہے۔جس طرح صحابہ کرامؓ قرآن کے فہم کے لیے نبی کریمؐ کے محتاج تھے اسی طرح امت مسلمہ کا، ہر زمانے کا، ہر ہر فرد قرآن کے فہم کے لیے نبی کریمؐ کا محتاج ہے۔ قرآن حکیم کی فصیح و بلیغ عربی زبان کو سمجھنے کے لیے عربی ادب کا اعلیٰ شاہکار آپؐ کے فرامین واقوال کا ذخیرہ ہے جو حدیث کی شکل میں موجود ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم افصح العرب تھے(۴)اور آپ کو جوامع الکلم عطا کیے گیے(۵)اس لیے آپ کے فرامین واقوال،فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے دور جاہلیت کے اشعار وخُطَب سے برتر اور فائق ہیں۔عربی زبان وادب کے لیے آپ کے فرامین و اقوال مرجع استشہاد ہیں۔مزید برآں دورِ جاہلیت کے اشعار وخُطب کی استنادی حیثیت جانچنے کا کوئی نظام موجود نہیں کہ یہ اطمینان ہو سکے کہ اشعار و خطب جن سے منسوب ہیں کیا واقعی انھی کے ہیں اور کسی الحاق یا حک واضافہ کا شکار تو نہیں ہوئے۔جبکہ حدیث وسنت کی صورت میں موجود عربی ادب کے لیے صحیح وسقیم کی جانچ کا مکمل اور اطمینان بخش نظام موجود ہے۔(۶)

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے صحابہ کرامؓ نے قرآن کے معانی ومطالب سیکھے اور یہ علم اگلی نسل کو منتقل کیا۔قرآن کا سب سے بڑھ کر فہم رکھنے والا طبقہ صحابہ کرامؓ کا تھا اور اس کے بعد ان کے تلامذہ کا۔اس طرح یہ علم نسلاً بعد نسل منتقل ہوتا چلا آیا۔امت مسلمہ پر کوئی دور ایسا نہیں گزرا کہ یہ امت،قرآن کے معانی ومطالب سے محروم یا بے خبر رہی ہو،قرآن کا حقیقی علم وفہم مستور ہوا ہو یا قرآن کے فہم کے لازمی ولابدی اصول نگاہوں سے اوجھل ہوئے ہوں۔ ہر دور میں علماء کا ایک جم غفیر موجود رہا ہے کہ جسے اللہ جل شانہ نے قرآن کے فہم سے حصہء وافر عطا کیا۔ علمِ تفسیر میں درجہء اجتہاد پر فائز علماء ومفسرین اپنے ذوق واستطاعت کے مطابق قرآن کے بحر بے کراں میں غواصی کر کے مالا مال ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

مولانا حمید الدین فراہیؒ اور ان کے شاگرد مولانا امین احسن اصلاحیؒ علم تفسیر میں ایک منفرد مکتبِ فکر کے بانی اور منّاد ہیں۔ان کے تفسیری مکتب فکر کا بنیادی اور اساسی نکتہ قرآن مجید میں نظم کا ایسا وقوع ولزوم ہے کہ جس کے جانے بغیر فہمِ قرآن ناممکن ہے۔مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں۔

''قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے اس نظم کو سمجھنا اولین چیز ہے۔جب تک یہ نظم سمجھ میں نہ آئے

اس وقت تک نہ تو کسی سورہ کی اصلی قدر و قیمت اور اس کی اصل حکمت ہی واضح ہوتی ہے اور نہ اس سورہ کی متفرق آیات کی صحیح تاویل ہی متعین ہوتی ہے'' (۷)

مولانا اصلاحیؒ کے نزدیک سلف میں مفسرین اور علوم قرآن کے حاملین نظمِ قرآن کے صحیح علم سے بے بہرہ رہے اور اس سلسلے میں جو کوشش بھی ہوئی نامکمل و ناکافی رہی۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں۔

''جن لوگوں نے قرآن میں نظم کا دعوٰی کیا، ان کی خدمات کے اعتراف کے باوجود، یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ کوئی ایسی چیز نہیں پیش کر سکے جو اس راہ میں قسمت آزمائی کرنے والوں کا حوصلہ بڑھاتی۔اوپر جن بزرگوں کے اقوال وارشادات نقل ہوئے ہیں ان میں سے تین بزرگوں کی کتابوں سے استفادے کا موقع مجھے نصیب ہوا، میں بلاکسی ارادۂ تحقیر کے عرض کرتا ہوں کہ ان میں سے کسی کتاب سے بھی مجھے کسی مشکل کے حل کرنے میں کوئی مدد نہیں ملی۔ مہائمیؒ اور رازیؒ کی تفسیریں عرصے تک میرے مطالعے میں رہی ہیں بلکہ رازی کی تفسیر تو اب بھی پیش نظر رہتی ہے۔یہ حضرات جس قسم کا نظم بیان کرتے ہیں اس کے متعلق یہ کہنا شاید بے جا نہ ہو کہ اس قسم کا نظم ہر دو غیر متعلق چیزوں میں جوڑا جا سکتا ہے۔اصل ضرورت اس چیز کی تھی کہ لوگوں کے سامنے کوئی ایسی چیز آتی جو قرآن کے نظم کو اس طرح واضح کر دیتی کہ ہر صاف ذہن قاری کو وہ اپنے دل کی آواز معلوم ہونے لگتی۔لیکن اس طرح کی کوئی چیز نہ صرف یہ کہ لوگوں کے سامنے آئی نہیں بلکہ جو چیزیں آئیں وہ جیسا کہ ہم نے اشارہ کیا، مایوس کن ثابت ہوئیں۔اس راہ میں سب سے پہلی کامیاب کوشش کی سعادت میرے استاذ مولانا حمید الدین فراہیؒ کو حاصل ہوئی'' (۸)

مولانا حمید الدین فراہیؒ اور مولانا امین احسن اصلاحیؒ کے ہاں نظمِ قرآن کا اصطلاحی نام ''عمود'' ہے۔

مولانا فراہیؒ لکھتے ہیں۔

''نظام وہی قابلِ قبول ہوسکتا ہے جو پوری سورہ کو ایک وحدت عطا کرے اور اس کے تمام اجزا ایک خاص مرکزی مضمون، جس کو ہم عمود کہیں گے، سے مربوط ہو جائیں'' (۹)

''نظام اور وحدانیت رکھنے والے ہر کلام کا ایک عمود ہوتا ہے۔ یہ پورے خطاب کے تمام

مطالب کا شیرازہ اور کلام کا مقصود و مطلوب اور حاصل ہوتا ہے۔''(۱۰)

مولانا اصلاحیؒ لکھتے ہیں۔

''نظم کا مطلب یہ ہے کہ ہر سورہ کا ایک خاص عمود یا موضوع ہوتا ہے۔اور سورہ کی تمام آیتیں نہایت حکیمانہ مناسبت اور ترتیب کے ساتھ اس موضوع سے متعلق ہوتی ہیں۔سورہ کے بار بار مطالعہ سے جب سورہ کا عمود واضح ہو جاتا ہے اور سورہ کی آیات کا تعلق بھی اس عمود کے سامنے آجاتا ہے تو پوری سورہ متفرق آیات کا ایک مجموعہ ہونے کے بجائے ایک نہایت حسین وحدت بن جاتی ہے۔''(۱۱)

نقد و نظر

۱۔مولانا فراہیؒ اور مولانا اصلاحیؒ کے بقول اُمت کے اختلافات نظم قرآن کو مدنظر نہ رکھنے کے باعث ہیں۔

مولانا فراہیؒ لکھتے ہیں

''تاویل کا بیشتر اختلاف نتیجہ ہے اس بات کا کہ لوگوں نے آیات کے اندر نظم کا لحاظ نہیں رکھا ہے۔اگر نظم کلام ظاہر ہوتا اور سورہ کا مرکزی مضمون (عمود) واضح طور پر سب کے سامنے ہوتا تو تاویل میں کسی قسم کا اختلاف نہ ہوتا بلکہ سب ایک ہی جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاتے''۔(۱۲)

مولانا اصلاحیؒ لکھتے ہیں

''لیکن قرآن کے معاملے میں مصیبت یہ ہے کہ لوگ اس کے اندر کسی نظام کے قائل ہی نہیں۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے ہاں جو اختلاف بھی پیدا ہوا اس نے اپنا مستقل علم گاڑ دیا۔ہماری فقہ کے بہت سے اختلافات صرف بات کو سیاق اور نظم میں نہ دیکھنے سے پیدا ہوئے ہیں''۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر نظمِ قرآن کا علم حاصل ہو جانے کے بعد اختلافات کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں تو صحابہ کرامؓ کے مابین تاویلِ آیات اور مسائلِ فقہ میں اختلاف کیوں واقع ہوا جب کہ مولانا فراہی اور مولانا اصلاحی کے بقول صحابہ کرام نظمِ قرآن سے بخوبی واقف تھے۔

۲۔ **مولانا فراہیؒ لکھتے ہیں**

''سلسلہ نظم کو چھوڑنا کثرتِ تاویل کا سب سے بڑا باعث بنا ہے۔''(۱۴)

اگر کسی سورت کا نظام اور عمود معلوم ہونے کے بعد متعدد تاویلات کی گنجائش نہیں رہتی تو

عمود کا بھی ایک ہی ہونا لازمی ہے۔ جب کسی سورت کا ایک ہی عمود ہونا لازمی ہے تو مولانا فراہیؒ اور مولانا اصلاحیؒ کے بیان کردہ عمودوں کے بعد قرآن کے نظم میں مزید تدبر و تفکر کی ضرورت باقی ہی نہیں رہتی کیونکہ انہوں نے ہر سورت کا عمود تو بیان کر دیا ہے اور ان کے بقول سورت کا عمود ایک ہی ہوتا ہے۔اب اگر قرآن میں تدبر و فکر کر کے کوئی صاحب بصیرت مولانا اصلاحیؒ کے ذکر کردہ عمود سے کوئی مختلف عمود بیان کرے گا تو تعدد عمود لازم آئے گا اور اس کے نتیجے میں تعدد تاویل کی گنجائش پیدا ہوگی۔ اور یہ بات بھی حقیقت ہے کہ مولانا فراہیؒ یا اصلاحیؒ کے بیان کردہ عمود بہر حال اجتہادی ہیں نہ کہ منصوص۔لہٰذا کسی بھی اجتہادی بصیرت رکھنے والے مفسر کے سامنے نظم قرآن میں تدبر و تفکر کے نتیجے میں کوئی اور عمود مبرہن ہو کر سامنے آ سکتا ہے۔

۳۔ مولانا فراہیؒ لکھتے ہیں

''نظام کے بارے میں یہ کہنا صحیح نہیں کہ اکثر لوگ اس کا ادراک کرنے سے عاجز رہتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سی سورتوں کا نظام تم بالکل واضح پاؤ گے۔ یہی نہیں بلکہ بعض سورتوں اور عبارتوں کا نظام ایک سے زیادہ پہلوؤں سے سامنے آتا ہے۔نظام کی ان کثیر ممکنہ صورتوں کے سامنے آنے میں کوئی حرج نہیں۔جس طرح ایک ہی معاملہ میں حکمت کے متعدد پہلو ہونے میں کوئی تضاد نہیں، اسی طرح کلام کی مناسبتوں کے متعدد پہلو ممکن ہونے میں بھی کوئی تضاد نہیں لہٰذا بعض سورتوں کے نظام کی تاویل کئی شکلوں میں کرنے کی گنجائش ہوتی ہے۔البتہ اصل مشکل اس بات کے تعین میں پیش آتی ہے کہ صحیح مقصود نظام کون سا ہے جو ایک وحدت پیدا کر دے اور اس کو آگے اور پیچھے کے کلام کے ساتھ مربوط کر دے۔(۱۵)

مولانا فراہیؒ کی اس عبارت سے مترشح ہوتا ہے کہ ایک سورت کے متعدد نظام صاحبِ تفسیر پر عیاں ہوتے ہیں لیکن ان میں سے ایک کو اسے دلائل و براہین کی روشنی میں منتخب کرنا ہوتا ہے۔جب متعدد عمودوں کا امکان مسلم ہے تو متعدد تاویلات کا امکان کیسے رد ہوگا۔ صاحبِ تفسیر جس بھی عمود کو دلائل و براہین سے منتخب کرے گا وہ اجتہادی ہی رہے گا منصوص تو نہیں ہو جائے گا اور اگر کسی بھی صاحبِ تدبر و تفکر کو اس نظام/ عمود سے اختلاف کا حق ہے تو تاویل واحد کے دعویٰ کا اثبات کیسے ہوگا۔

۴۔ مولانا اصلاحیؒ کی تفسیر تدبر قرآن کا بالا ستیعاب مطالعہ کیا جائے تو متعدد مقامات پر مولانا اصلاحیؒ اپنے استاد مولانا فراہیؒ سے تاویل وتفسیر میں اختلاف کرتے نظر آتے ہیں۔ جو کہ وحدتِ عمود کے نتیجے میں وحدتِ تاویل کے دعویٰ خود بخود ابطال کر دیتا ہے۔ذیل میں دو مثالیں ،فراہی مکتب فکر کے جید عالم مولانا جلیل احسن ندوی کی کتاب ،جس میں انہوں نے مولانا اصلاحیؒ کی بہت سی تاویلات پر سخت نقد کی ہے، سے پیش کی جاتی ہیں۔

''سورہ بقرہ آیت ۸ تا ۲۰ میں مولانا فراہی کے نزدیک منافقین کا ذکر کا ہے۔**جُلُّھُم مِن الیھود** (یعنی ان آیتوں میں جن پر گفتگو کی گئی ہے۔ان میں زیادہ تر یہودی منافقین ہیں)لیکن مولانا اصلاحی کے نزدیک اصطلاحی معنوں میں منافقین مراد نہیں بلکہ یہ بھی یہود کے اندر کا ہی ایک گروہ ہے۔(۱۶)

بقرہ آیت ۲۱۵ **یسئلونك ماذا ینفقون** کے تحت مولانا اصلاحیؒ اپنی اور مولانا فراہیؒ کی رائے پیش کر کے لکھتے ہیں ؛

''مولانا فراہی اس آیت کو ذرا اس سے مختلف زاویہ سے دیکھتے ہیں۔''

مولانا جلیل احسن ندوی تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حالانکہ دونوں کا زاویۂ نظر مختلف ہے،''ذرا'' مختلف نہیں۔مولانا فراہی کے نزدیک اس آیت میں اُن سچے اور پکے اور اُونچے اہل ایمان کا کردار پیش کیا گیا ہے جو سراپا سوال بنے ہوئے تھے کہ کتنا انفاق کریں۔اس کے بالکل برعکس،مولانا اصلاحی صاحب کچے اور بخیل لوگوں کا کردار پیش کر رہے ہیں''۔(۱۷)

۵۔ ہر دعویٰ دلیل یا ثبوت کا محتاج ہوتا ہے۔اگر یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ فقہی اختلافات عمود/نظم کلام کو پیش نظر نہ رکھنے کے باعث ہیں تو اس کے ثبوت یا دلیل کے طور پر یہ چاہیے تھا کہ اصول فقہ اور فقہ کا پورا مرتب نظام عمودوں کی روشنی میں پیش کیا جاتا یا کم از کم متعدد امثلہ سے قرآن سے مستنبط ،مختلف فیہ مسائل میں عمود کی روشنی میں فیصلہ کر کے بتایا جاتا کہ ان مسائل میں نظم کلام اور عمود سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔مثلاً قرآن حکیم کا ارشاد ہے:''**والمطلقات یتربصن بالنفسھن ثلثة قروءٍ**''(۱۸)

حنفیہ اور شافقیہ کے مابین قروء کی تاویل میں اختلاف ہے۔اول الذکر حیض اور ثانی طہر مراد لیتے ہیں۔عمود اور نظام کلام کی روشنی میں اس فقہی اختلاف کو حل کیا جائے اور بتایا جائے کہ سورۃ کا عمود یہ بتاتا ہے کہ یہاں مراد طہر ہے یا قروء۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ الجمعہ۔۲

۲۔ النحل۔۴۴

۳۔ المائدہ۔۶۷

۴۔ الطبرانی، الحافظ ابی القاسم سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ج:۶، ص ۳۶، رقم الحدیث ۵۴۳۷، طبع دوم، 2002ء

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللّٰہ صلّی الله علیه وسلّم "انا النبی لا کذب ، انا ابن عبدالمطلب، انا اعرب العرب ولدتنی قریش ، و نشأت فی بنی سعد بن بکر فأنی یا تینی باللحن.

۵۔ الجامع الصحیح، البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، کتاب الجہاد، باب ۱۲۲، رقم حدیث ۲۹۷۷،

طبع دوم، 1999ء: **عن ابی هریرة رضی الله عنه قال:"سمعت رسول الله صلّی الله علیه وسلّم یقول بعثت بجوامع الکلم**

۶۔ مولانا اصلاحی نے اپنے کتاب مبادی تدبر قرآن میں قرآن فہمی کے لیے قطعی اور ظنی ذرائع کی تقسیم کرتے ہوئے، جاہلی ادب کو قرآن فہمی کے لیے قطعی ذریعہ قرار دیا ہے جب کہ حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ظنی ذریعہ قرار دیا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ قرآن کو سمجھنے کے لیے امرؤالقیس، عنترہ بن شداد اور عمرو بن کلثوم جیسے مشرکین کا کلام تو قطعی ذریعہ بن جائے اور مہبطِ وحی، محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کلام (حدیث نبویہ) ظنی ذریعہ بنے۔

۷۔ اصلاحی، امین احسن، مبادی تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، 122۔ فیروز پور روڈ، اچھرہ، لاہور، ص۔195، طبع دوم، اگست 1991

۸۔ اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، 122۔ فیروز پور روڈ، اچھرہ، لاہور۔ ج۔ا، ص 19، طبع دوم، جون 1985

۹۔ فراہی، حمیدالدین، تفسیر قرآن کے اصول، ترتیب وترجمہ خالد مسعود، ادارہ تدبر قرآن وحدیث، رحمان سٹریٹ، مسلم روڈ، سمن آباد، لاہور، طبع اول، ص 106، نومبر 1999ء

۱۰۔ ایضاً، ص:

۱۱۔ مبادی تدبر قرآن، ص 195

۱۲۔ فراہی، حمیدالدین، مجموعہ تفاسیر فراہی، ترجمہ مولانا امین احسن اصلاحی، فاران فاؤنڈیشن، 122۔ فیروز پور روڈ، اچھرہ، لاہور، ص 29، طبع اول، اگست 1991

۱۳۔ تدبر قرآن، ج:۱،ص:۲۲

۱۴۔ تفسیر قرآن کے اصول،ص:۵۴

۱۵۔ ایضاً،ص:۱۰۷

۱۶۔ ندوی،مولانا جلیل احسن،تدبر قرآن پر ایک نظر،ترتیب وتعلیق:مولانا نعیم الدین اصلاحی،دارالتذکیر ،رحمان مارکیٹ،غزنی سٹریٹ
اردو بازار،لاہور،ص۱۵۔۱۹،2007ء

۱۷۔ ایضا۔ص۶۵۔۶۷

۱۸۔ البقرہ۔۲۲۸

****